وفات کی عدّت

شوہر کے انتقال کے بعد بیوی کی زندگی کا سہاگ لٹ جاتا ہے۔ اس کی طبیعت بناؤ سنگار کو پسند نہیں کرتی ہے۔ شادی بیاہ کے لیے نامہ و پیام سے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ کی ہدایت نے طبیعت کا لحاظ کرکے وفات کے بعد ایک مدّت مقرر کر دی اور اس کو قانون و فرض کا درجہ دیا۔ اس مدّت میں حکم ہے کہ وہ خود بھی بناؤ سنگار سے رکی رہے اور دوسرے لوگ بھی شادی بیاہ کے نامہ و پیام سے باز رہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ
بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ
بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاۗءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ
اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْھُنَّ سِرًّا اِلَّآ
اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى
يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾

اور تم میں سے جن کا انتقال ہو جائے اور بیویاں چھوڑ جائیں تو ان بیویوں کو چار مہینے دس دن خود کو روکے رکھنا چاہیئے، پھر جب وہ اپنی یہ مدّت پوری کرلیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں ہے جو وہ اپنے حق میں قاعدہ قانون کے مطابق کریں۔ اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ اور تم

پر اس میں گناہ نہیں ہے کہ ان عورتوں کو اشارہ کنایہ سے نکاح کا پیغام پہنچاؤ یا (نکاح کی خواہش کو) اپنے دل میں چھپائے رکھو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم ان عورتوں کا ذکر تذکرہ کرو گے۔ لیکن (ایسا نہ ہونا چاہیئے) کہ پوشیدہ طور پر ان سے نکاح کا وعدہ لے لو۔ بلکہ جو کچھ کہو وہ رواج کے مطابق ہو[2]۔ اور جب تک اللہ کی کتاب میں دی ہوئی مدت (۴ ماہ ۱۰ دن) پوری نہ ہو جائے اس وقت تک ان سے نکاح کا ارادہ نہ کرو۔ اور جان لو کہ اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا بُردبار ہے۔

[1] نکاح ایک نہایت معزز و پاکیزہ رشتہ ہے جو شوہر و بیوی کے درمیان ہوتا ہے۔ اگر فوراً ہی دوسرے رشتہ کی اجازت دے دی جائے تو اس کی بے وقعتی ہو گی اور اس کے ذریعہ دونوں کے درمیان جو پیار و محبّت قائم ہوتا ہے اس کی توہین ہو گی۔ پھر ایسی مدّت ضروری ہے جس میں حمل کا انتظار ہو جائے اور کوئی شبہ نہ باقی رہے۔

[2] یہ انسان کی طبعی خواہش کا ذکر ہے جس کا شریعت نے لحاظ کیا ہے۔ لیکن اس میں بھی قاعدہ قانون سے آزاد نہیں رکھا ہے بلکہ رواج اور شریعت کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی ہے۔

طلاق کے بعد بھی فائدہ پہنچانا

اللہ کی ہدایت ہر معاملہ کو انسانیت کی اُونچی سطح سے دیکھتی ہے۔ اس کا پورا نظام ہی ایک دوسرے کے ساتھ احسان و سلوک اور محبّت و مروّت پر قائم ہے، چنانچہ نکاح کا رشتہ ٹوٹنے (طلاق) کے بعد بھی ایک دوسرے کے ساتھ احسان و سلوک کا حکم ہے ـــــ یہ رشتہ خواہ میاں بیوی کے درمیان تعلق قائم ہونے کے بعد ٹوٹے یا پہلے ٹوٹے ـــ ان آیتوں میں پہلے ٹوٹ جانے کے احکام ہیں۔

نکاح کا رشتہ میاں بیوی دونوں کی اخلاقی آزمائشوں سے بھرا ہُوا ہے۔ قدم قدم پر تحمّل و برداشت اور فراخ حوصلگی کا دونوں سے مطالبہ ہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو دو

دن نباہ مشکل ہے۔ یہ رشتہ عموماً رنجشوں اور ناگواریوں کی فضا میں ٹوٹتا ہے، اس میں ایک دوسرے کے ساتھ احسان وسلوک نہایت مشکل کام ہے۔ اس میں بڑی نفس کشی کرنی پڑتی اور اپنی مرضی وخواہش کی قربانی دینی پڑتی ہے جس کے لیے اللہ سے خصوصی تعلق کی ضرورت ہے۔ آگے کی آیتوں میں نماز کی حفاظت کا حکم اسی تعلق کو پیدا کرنے کے لیے ہے۔ نماز اللہ سے تعلق پیدا کرنے کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے، بشرطیکہ اس کی ادائیگی ٹھیک ٹھیک ہو۔ اسی بنا پر صلوٰۃ وسطیٰ (بہترین نماز) کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ عام نمازوں میں وہ تاثیر نہیں ہے جو اللہ سے خاص تعلق پیدا کرکے انسان کی سطح کو بلند کر دیں اور پھر وہ اپنی مرضی وخواہش کو قربان کرنے پر آمادہ ہو جائے۔

نکاح وطلاق کے بیان میں عبادت کا ذکر خاص طور سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کی ہدایت میں قانون واخلاق، عبادات ومعاملات اور معاشرت کے احکام ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہیں، بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے، جڑے ہوئے اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں، جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

لَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ
تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ
قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا
عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ
تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا
فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ
النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ
بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى
الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

"تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم ان عورتوں کو طلاق دو جن کو تم نے ہاتھ نہیں لگایا (تعلقات نہیں قائم ہوئے) اور جن کا مہر بھی مقرر نہیں کیا۔ (طلاق کے بعد) تم ان کو فائدہ پہنچاؤ، مالدار اپنی حیثیت کے مطابق اور مفلس اپنی حیثیت کے مطابق ـــ فائدہ پہنچانا شریفانہ رواج کے مطابق نیک کردار لوگوں کے ذمہ واجب ہے[1] اور اگر تم انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو اور ان کا مہر مقرر کر چکے ہو تو آدھا مہر ادا کرنا ہے۔ ہاں اگر عورتیں معاف کر دیں (آدھا مہر بھی نہ لیں) یا مرد معاف کر دے (پورا مہر ادا کر دے) جس کے ہاتھ میں نکاح کا رشتہ ہے اور تمہارا (مرد کا) معاف کر دینا زیادہ تقویٰ سے لگتی بات ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ احسان و بھلائی کرنا نہ بھولو[1] جو تم کر رہے ہو بلاشبہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ اور نمازوں کی حفاظت کرو ـــ (خاص کر) بہترین نماز کی[1] اور اللہ کے سامنے عجز و نیاز مندی سے کھڑے رہو۔ تمہیں اگر خوف ہو تو پیدل یا سوار جس حالت میں ہو نماز پڑھ لیا کرو۔ پھر جب مطمئن ہو تو اللہ کو یاد کرو جیسا کہ اس نے تمہیں سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔"

---

[1] فائدہ پہنچانے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، جس میں بڑی گنجائش ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ان کی مدد کر کے اعلیٰ کردار پیش کرے۔ آیت میں نیک لوگوں کو خاص طور سے متوجہ کیا گیا ہے کہ رنجشوں اور ناگواریوں کے باوجود اس حکم پر عمل کرنا ان کے لیے آسان ہے اور یہ ان کی نیک کرداری کا ثبوت بھی ہے۔ اللہ کی ہدایت کا سبھی سے اسی کردار کا مطالبہ ہے اور سبھی کو نیک بننے کی تاکید ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ غیر نیک لوگوں سے اس کا مطالبہ نہ ہو۔

۲ہ رنجشیں اور ناگواریاں ہزار سہی لیکن اپنے رویّہ اور کردار پر حرف نہ آنے دینا اور ہر حالت میں احسان و بھلائی کرتے رہنا ہی انسانیت کی اونچی سطح اور یہی اللہ کی ہدایت کا مطالبہ ہے۔

۳ہ صلوٰۃ وسطیٰ (بیچ کی نماز) کے بارے میں مفسّرین کے بہت سے قول ہیں۔ نماز عصر، نماز ظہر نماز فجر وغیرہ۔ لیکن موقع کی مناسبت سے بہترین نماز مراد لینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے' جس کی مفسّرین کے اقوال میں بھی گنجائش ہے اور آگے" وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ " (اللہ کے سامنے عجز و نیازمندی سے کھڑے رہو) سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے"۔ بہترین نماز" سے وہ 'نماز مراد ہے جو ہر حیثیت سے ٹھیک ٹھیک ادا کی گئی ہو۔ اور جس کے اثرات زندگی میں نمایاں ہوں۔ یہی نماز برائیوں سے روک کر بھلائی پر آمادہ کرتی اور انسان کو اعلیٰ کردار کا نمونہ بناتی ہے۔

بقیہ : حرفِ اوّل

ہم قارئینِ 'حکمتِ قرآن' و 'میثاق' کی نذر کرتے۔ تاہم مولانا سیّد حامد میاںؒ ہی کا ایک مختصر مقالہ اس موضوع پر ہمارے ایک کرم فرمانے ارسال کیا ہے جس میں اگرچہ وہ تمام تفصیلات تو نہیں ہیں جس کا حوالہ محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنے خطابات میں دیا ہے' لیکن اپنی جگہ یہ بھی ایک مفید مقالہ ہے۔ چنانچہ اسے شمارۂ ہذا میں ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے